فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: سدرۃ المنتہیٰ کون سے آسمان پر ہے؟

جواب: ایک روایت کے مطابق سدرۃ المنتہی ساتویں آسمان پر ہے، جبکہ صحیح مسلم (173) کی روایت میں ہے کہ سدرۃ المنتہی چھٹے آسمان پر ہے۔

تو یہ اصلا چھٹے آسمان پر ہے، البتہ اس کی شاخیں ساتویں آسمان تک پہنچ گئی ہیں۔

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

مِنْ عَقْدِ أَئِمَّةِ السُّنَّةِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمٰوَاتِ الْعُلٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى .

''ائمہ سلف اور خلف کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک معراج کرائی گئی۔''

(العُلو للعَلِي الغَفّار، ص 102)

سوال: کیا نبی کریم ﷺ کے اسراء ومعراج کے متعلق احادیث متواتر ہیں؟

جواب: نبی کریم ﷺ کا اسراء ومعراج قرآن، حدیث متواترہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے، اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

❁ حافظ بغوی رحمہ اللہ (۵۱۰ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَكْثَرُونَ عَلٰى أَنَّهٗ أُسْرِيَ بِجَسَدِهٖ وَرُوحِهٖ فِي الْيَقْظَةِ وَتَوَاتَرَتِ

الْأَخْبَارُ الصَّحِيحَةُ عَلٰى ذٰلِكَ .

''اکثر اہل علم کے مطابق نبی کریم ﷺ کو حالت بیداری میں جسم اور روح کے ساتھ سیر کرائی گئی۔اس پر متواتر صحیح احادیث دلالت کناں ہیں۔''

(تفسير البغوي : 105/3)

❁ امام قوام السنہ اصبہانی رحمہ اللہ (۵۳۵ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ الْأَخْبَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ بِالْأَسَانِيدِ الْمُتَّصِلَةِ أَنَّهٗ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ .

''متواتر اور متصل احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمانوں کی طرف معراج کروائی گئی۔''(الحُجّة في بيان المحجة :538/1)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) نے احادیث اسرا کو متواتر قرار دیا ہے۔

(تفسير القُرطبي : 205/10)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمِعْرَاجُ إِنَّمَا كَانَ مِنْ مَكَّةَ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْعِلْمِ، وَبِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ .

''سفر معراج کا آغاز مکہ سے ہوا،اس پر اہل علم کا اتفاق ہے، نیز قرآنی نص اور متواتر احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں۔''(مَجموع الفتاویٰ : 387/3)

❁ علامہ عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی رحمہ اللہ (۷۳۰ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ ثَابِتٌ مَشْهُورٌ تَلَقَّتْهُ الْأُمَّةُ بِالْقَبُولِ وَهُوَ فِي مَعْنَى التَّوَاتُرِ فَلَا وَجْهَ إِلٰى إِنْكَارِهٖ .

''معراج والی حدیث ثابت اور مشہور ہے، امت نے اسے تلقی بالقبول سے

نوازا ہے، جو کہ معنوی طور پر متواتر ہے، اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔‘‘

(كشف الأسرار : 171/3)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) نے حدیث معراج کو متواتر قرار دیا ہے۔

(اجتماع الجيوش الإسلامية، ص 98)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

حَدِيثُ الْإِسْرَاءِ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، وَاعْتَرَضَ فِيهِ الزَّنَادِقَةُ الْمُلْحِدُونَ .

’’معراج والی حدیث (کے حق ہونے) پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس پر زندیق وملحد اعتراض کرتے ہیں۔‘‘

(تفسير ابن كثير : 45/5)

❁ علامہ سفارینی رحمہ اللہ (۱۱۸۸ھ) نے حدیث معراج کو متواتر کہا ہے۔

(لَوامع الأنوار البَهيّة :191/1، لوائح الأنوار السُّنّية، ص 357)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں:

مِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُعُودُهٗ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ إِلٰى مَا فَوْقَ السَّمٰوَاتِ وَقَدْ نَطَقَ بِهٰذَا الْكِتَابِ الْعَزِيزِ وَتَوَاتَرَتْ بِهِ الْأَحَادِيثُ تَوَاتُرًا لَا يَشُكُّ مَنْ لَهٗ أَدْنٰى إِلْمَامٍ بِعِلْمِ السُّنَّةِ وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ إِلَّا مُتَزَنْدِقٌ وَلَيْسَ بِيَدِهٖ إِلَّا مُجَرَّدُ الْاِسْتِبْعَادِ وَلَيْسَ ذٰلِك مِمَّا تُدْفَعُ بِهِ الْأَدِلَّةُ وَيُبْطَلُ بِهِ الضُّرُورِيَّاتُ وَإِلَّا لَكَانَ مُجَرَّدُ إِنْكَارِ وُقُوعِ الشَّيْءِ الْمُبَرْهَنِ عَلٰى وُقُوعِهٖ كَافِيًا

فِي دَفْعِهِ وَذٰلِكَ خِلَافُ الْعَقْلِ وَالنَّقْلِ .

''نبی کریم ﷺ کومعراج والی رات آسمانوں سے اوپر لے جایا گیا، یہ آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ہے۔ اس پر قرآن کریم اور متواتر احادیث دلیل ہیں۔ جس کے پاس سنت کا معمولی سا علم بھی ہو، وہ اس میں شک نہیں کرسکتا۔ اس کا انکار زندیق ہی کرسکتا ہے۔ منکرین معراجکی دلیل بس یہی ہے کہ (ایک ہی رات میں اتنا سفر کرنا) ممکن نہیں۔ حالاں کہ اس اعتراض سے دلائل کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس سے ضروریات دین کو جھٹلایا جاسکتا ہے۔ ورنہ تو دلائل سے ثابت کسی بھی واقعہ کو رد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ اس کے وقوع پذیر ہونے کو ناممکن قرار دے دیا جائے، جبکہ یہ بات عقل اور نقل کے ہی خلاف ہے۔''

(إرشاد الثّقات إلى اتّفاق الشّرائع، ص 58)

❁ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ (۱۳۰۷ھ) نے حدیث معراج کو متواتر قرار دیا ہے۔ (قطف الثّمر في بيان عقيدة أهل الأثر، ص 57)

❁ نیز فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ الْقَائِلُونَ بِالْأَخْبَارِ، وَالْمُؤْمِنُونَ بِالْآثَارِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسْرِيَ بِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصٰى، بِنَصِّ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عُرِجَ بِهٖ إِلَى السَّمَاءِ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتّٰى إِلٰى فَوْقِ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَإِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ جَمِيعًا، ثُمَّ عَادَ مِنَ السَّمَاءِ

إِلٰى مَكَّةَ قَبْلَ الصُّبْحِ .

''احادیث وآثار پر ایمان رکھنے والوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر کرایا گیا۔ یہ قرآنی نص ہے۔ پھر آپ ﷺ کو جسم اور روح کے ساتھ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک، یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ پھر آپ ﷺ فجر سے پہلے پہلے آسمان سے مکہ واپس پہنچ گئے۔''

(قطف الثَّمر في بيان عقيدة أهل الأثر، ص 117)

❀ علامہ کتانی رحمہ اللہ (۱۳۴۵ھ) نے حدیث اسرا کو متواتر قرار دیا ہے۔

(نظم المُتناثر، ص 219)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالمجاز بازار میں گھوم رہتے پھرتے فرما رہے تھے:

قُولُوا : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوا .

''(لوگو!) لا الہ الا اللہ پڑھ لو، کامیاب ہو جاؤ گے۔''

(مسند الإمام أحمد : 63/4)

(جواب): اس کی سند صحیح ہے۔

(سوال): اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کے بارے کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں، ان پر ایمان لانا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کسی ثابت نام کا انکار یا اس کی تاویل الحاد ہے۔

اللہ کے نام وہ ہیں، جو اس نے خود قرآن میں یا اس کے رسول نے احادیث میں ثابت کر دیئے ہیں، اس پر قرآن وسنت سے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا، وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي اَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف : ١٨٠)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو اور اس کے ناموں میں الحاد کرنے والوں کو اپنے حال پہ چھوڑ دیں، وہ لوگ جلد ہی اپنے کیے کی سزا پالیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(طٰهٰ : ٨)

''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾ (بني إسرائيل : ١١٠)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جو ان کو یاد کر لے گا، جنت میں داخل ہوگا۔''

(صحيح البخاري : 7392، صحيح مسلم : 2677)

کتاب وسنت کی ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اوصاف کی وسعت کے حامل ان اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا ہر نام اس کی کمال عظمت پر دلیل ہے، اسی لیے یہ اچھے ہیں۔

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

أَسْمَاؤُهُ كُلُّهَا أَسْمَاءُ مَدْحٍ وَحَمْدٍ وَثَنَاءٍ وَتَمْجِيدٍ، وَلِذٰلِكَ كَانَتْ حُسْنٰى، وَصِفَاتُهُ كُلُّهَا صِفَاتُ كَمَالٍ .

''اللہ تعالیٰ کے تمام نام تعریف وثنا اور بزرگی کا پیکر ہیں، اسی لیے ان کو حسنیٰ کہا گیا ہے، اس کی تمام صفات بھی صفات کمال ہیں۔''

(مَدارج السّالكين :144/1)

❁ شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

''اسماء وصفات باری تعالیٰ پر ایمان توحید کی تین قسموں یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کو شامل ہے، یہ تینوں اقسام ایمان کی روح اور اصل وغایت ہے، جوں جوں آدمی کو اسماء وصفات کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اس کا ایمان بڑھتا اور اس کا یقین قوی ہوتا جاتا ہے۔''

(التّوضيح والبَيان لشَجَرة الإيمان، ص 41)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ اسْمٌ مَّمْنُوعٌ .

''(مخلوق کے لیے) ''الرحمٰن'' نام (رکھنا) ممنوع ہے۔''

(تفسير الطّبري :134/1، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اَلرَّحِيمُ اسْمٌ لَّا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ، تَسَمّٰى بِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

''لوگوں کے لیے ''الرحیم'' نام رکھنا جائز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنا نام بنالیا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم :26/1، وسندهٗ حسنٌ)

۞ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي إِجْمَاعِ الْأُمَّةِ مِنْ مَنْعِ التَّسَمِّي بِهٖ جَمِيعَ النَّاسِ .

''اُمت کا اجماع ہے کہ ''الرحمٰن'' نام رکھنا تمام لوگوں کے حق میں ممنوع ہے۔''

(تفسير الطّبري :134/1)

۞ نیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں کہ اس نے مخلوق کے لیے ان کا رکھنا حرام کر دیا ہے، صرف اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، جیسے اللہ، الرحمٰن، الخالق۔ بعض نام دوسروں کے لیے بھی رکھنا جائز ہے، مثلاً رحیم، سمیع، بصیر، کریم وغیرہا۔''

(تفسير الطّبري :132/1)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) ''بسم اللہ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ مِنْ أَسْمَائِهٖ تَعَالٰى مَا يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، وَمِنْهَا مَا لَا

يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، كَاسْمِ اللّٰهِ، وَالرَّحْمٰنِ، وَالْخَالِقِ، وَالرَّزَّاقِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَلِهٰذَا بَدَأَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَوَصَفَهٗ بِالرَّحْمٰنِ، لِأَنَّهٗ أَخَصُّ وَأَعْرَفُ مِنَ الرَّحِيمِ، لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ أَوَّلًا إِنَّمَا تَكُونُ بِأَشْرَفِ الْأَسْمَاءِ، فَلِهٰذَا ابْتَدَأَ بِالْأَخَصِّ فَالْأَخَصِّ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں، جو دوسرے بھی رکھ سکتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا، مثلاً: اللہ، الرحمٰن، الرحیم، الخالق اور الرزاق وغیرہ۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نام ''اللہ'' سے (بسم اللہ کو) شروع کیا، پھر ''الرحمٰن'' صفت لائی، کیونکہ یہ ''الرحیم'' سے زیادہ خصوصیت اور تعریف کی حامل ہے، پہلا نام زیادہ معزز ہوتا ہے، اسی لیے زیادہ خاص سے ابتدا کی، پھر اس کے بعد والے سے۔''

(تفسير ابن كثير :26/1)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ اسْمٌ لَا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ .

''سبحان اللہ ایسا نام ہے، جو لوگ نہیں رکھ سکتے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1930/2، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نضر بن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے میمون بن مہران رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سبحان اللہ کیا ہے؟ فرمایا:

اِسْمٌ يُعَظَّمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُحَاشَا بِهٖ مِنَ السُّوءِ .

''یہ ایسا نام ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی جاتی ہے اور

اسے برائی سے منزہ کیا جاتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : 1124/2، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب بیت اللہ میں داخل ہوتے، تو اس کی طرف دیکھ کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ .

''اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے، لہٰذا ہمیں بھی سلامتی عطا فرما۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :366/1، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾(الأنعام : ١٢٧) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ هُوَ السَّلَامُ، وَالدَّارُ الْجَنَّةُ .

''السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور الدار سے مراد جنت ہے۔''

(تفسير الطّبري : 554/9، وسندهٔ حسنٌ)

❁ جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿دَارُ السَّلَامِ﴾ (یونس:۲۵) میں السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، یہ اس کا نام ہے۔

(تفسير ابن أبي حاتم : 1943/6، وسندهٔ حسنٌ)

❁ کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''فرمان الٰہی: ﴿وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾(البقرة : ٨٧) میں ''القدس'' سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔''

(تفسیر الطّبري : 1498، وسندہٗ حسنٌ، ط الرسالة)

❁ ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُدُسُ هُوَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

”قدس رب تعالیٰ کا نام ہے۔“

(تفسیر ابن أبي حاتم :169/1، وسندہٗ حسنٌ)

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

اَلْأَصْلُ فِي هٰذَا الْبَابِ أَنْ يُّوصَفَ اللّٰهُ بِمَا وَصَفَ بِهٖ نَفْسَهٗ، وَبِمَا وَصَفَتْهُ بِهٖ رُسُلُهٗ نَفْيًا وَّإِثْبَاتًا، فَيُثْبِتُ لِلّٰهِ مَا أَثْبَتَهٗ لِنَفْسِهٖ، وَيَنْفِي عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، وَقَدْ عُلِمَ أَنَّ طَرِيقَةَ سَلَفِ الْأُمَّةِ وَأَئِمَّتِهَا إِثْبَاتُ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ تَكْيِيفٍ وَّلَا تَمْثِيلٍ، وَمِنْ غَيْرِ تَحْرِيفٍ وَّلَا تَعْطِيلٍ، وَكَذٰلِكَ يَنْفُونَ عَنْهُ مَا نَفَاهُ عَنْ نَفْسِهٖ، مَعَ إِثْبَاتِ مَا أَثْبَتَهٗ مِنَ الصِّفَاتِ مِنْ غَيْرِ إِلْحَادٍ لَا فِي أَسْمَائِهٖ وَلَا فِي آيَاتِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَمَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهٖ وَآيَاتِهٖ، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف : ۱۸۰) وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَّأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصّلت : ۴۰)، فَطَرِيقَتُهُمْ

تَتَضَمَّنُ إِثْبَاتَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ مَعَ نَفْيِ مُمَاثَلَةِ الْمَخْلُوقَاتِ إِثْبَاتًا بِلَا تَشْبِيهٍ، وَتَنْزِيهًا بِلَا تَعْطِيلٍ، كَمَا قَالَ تَعَالَى : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّوریٰ : ۱۱) فَفِي قَوْلِهِ : ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ رَدٌّ لِّلتَّشْبِيهِ وَالتَّمْثِيلِ، وَقَوْلُهُ : ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ رَدٌّ لِلْإِلْحَادِ وَالتَّعْطِيلِ .

''اس بارے میں اصل بات یہ ہے کہ اللہ کو ان صفات سے متصف کیا جائے، جن سے اس نے خود کو یا اس کے رسولوں نے اسے نفی و اثبات کی صورت میں متصف کیا ہے، یعنی جو اس نے اپنے لیے ثابت کیا ہے، اسے ثابت کیا جائے اور جس کی نفی کی ہے، اس کی نفی کی جائے، یہ تو واضح بات ہے کہ اسلاف امت اور ائمہ کرام کا طریقہ یہی تھا کہ جو صفات اللہ تعالیٰ نے ثابت کی ہیں ان کو بغیر تکییف وتمثیل اور بغیر تحریف وتعطیل ثابت کیا جائے، اسی طرح جن کو اپنے آپ سے نفی کی ہے، ان کی نفی کر دی جائے، نیز اس کے اسماء وصفات میں الحاد سے کام نہ لیا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت فرمائی ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(الأعراف : ۱۸۰) ''اللہ تعالیٰ کے خوبصورت نام ہیں، ان کے ذریعے تم اسے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑ دو، جو اس کے اسماء میں الحاد ختیار کرتے ہیں، عنقریب ان کو ان کے اعمال کا بدلہ دے دیا جائے گا۔'' نیز فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي

آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَّأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ﴾(فُصِّلت : ٤٠)''جولوگ ہماری آیات (صفات) میں الحاد سے کام لیتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں، کیا جو آگ میں ڈال دیا جائے گا، وہ بہتر ہے یا وہ، جو قیامت کے دن پُر امن آئے گا، جو چاہو عمل کرو۔'' چنانچہ سلف کا طریقہ یہ ہے کہ اسماء وصفات کا اثبات اس طرح کیا جائے کہ مخلوقات کی مشابہت لازم نہ آئے، نہ تعطیل ہو جائے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے، اس کی مثل کوئی چیز نہیں، اور وہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مثل کی نفی کر کے تشبیہ وتمثیل کا رد کیا ہے اور اپنی سماعت وبصارت ثابت کر کے الحاد وتعطیل کا رد کر دیا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : 3/3)

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْجُحْرِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حشرات کے) بلوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔''

(سنن أبي داود : 29)

جواب: سند ضعیف ہے۔ قتادہ کا عنعنہ ہے۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا.

''جو دیہات میں رہائش پذیر ہوا، اس کا دل سخت ہو گیا۔''

(سنن أبي داود : 2859، سنن النّسائي : 4309، سنن التّرمذي : 2256)

جواب: سند ضعیف ہے۔

① ابو موسیٰ ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات : ۷/۶۶۴'' میں ذکر کیا ہے۔

✿ حافظ ابن القطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا لَا يُعْرَفُ الْبَتَّةَ .

''یہ بالکل معروف نہیں۔''

(بيان الوهم والإيهام : 362/4)

② وہب بن منبہ کا سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

❀ المعجم الاوسط للطبرانی (۵۵۶) والی سند بھی ضعیف ہے۔

① سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔

② عبد اللہ بن سلمہ افطس ''ضعیف و متروک'' ہے۔

❀ شعب الایمان للبیہقی (۸۹۵۵) والی سند بھی ضعیف ہے۔

یحییٰ بن صالح ایلی ''منکر الحدیث'' ہے۔

(التّلخيص الحبير لابن حجر : 60/3)

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(ميزان الاعتدال : 386/4)

✿ امام عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُرْوٰى بِإِسْنَادٍ آخَرَ فِيهِ لِينٌ .

''اس کی ایک دوسری ضعیف سند بھی ہے۔''

(الضّعفاء الکبیر : 409/4)

❀ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ بَدَا جَفَا .

''جو دیہاتی بنا، اس کا دل سخت ہو گیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 440/2)

سند ضعیف ہے۔ اس سند میں ابوحازم کا ذکر خطا ہے، درست یہ ہے کہ یہاں ''رجل من الانصار'' کا واسطہ ہے، جیسا کہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(عِلل الحدیث : 2230)

مبہم و نامعلوم ہے۔

❀ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

يَا ثَوْبَانُ، لَا تَسْكُنِ الْكُفُورَ، فَإِنَّ سَاكِنَ الْكُفُورِ كَسَاكِنِ الْقُبُورِ .

''ثوبان! بستیوں میں مت رہیے، کیونکہ بستیوں میں رہنا تو قبرستان میں رہنے کے مترادف ہے۔''

(الأدب المفرد للبخاري : 579)

سند ضعیف ہے۔ راشد بن سعد کا سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں، سماع کی صراحت کسی راوی کی خطا ہے۔

❀ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَاشد بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ ثَوْبَانَ .

''راشد بن سعد نے سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔''

(العِلل ومعرفة الرّجال : 642)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بعض مخلوقات کی قسمیں اٹھائی ہیں، اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ہر بات حق اور سچ ہے، وہ اس کے لیے قسمیں اٹھانے کا محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر اپنی ذات، اپنی صفات اور آیات کی قسمیں اٹھائی ہیں، ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ہی ذات کے ساتھ ہے۔ بعض مقامات پر مخلوقات کی قسمیں بھی اٹھائی ہیں، اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیاں ہیں۔ ان کو عظمت بخشنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے نام کی قسمیں اٹھائی ہیں۔ یاد رہے کہ غیر اللہ کے نام کی قسمیں اٹھانے کی ممانعت اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا مکلّف نہیں۔ یہ ممانعت انسانوں اور جنات کے لیے ہے، کیونکہ وہ شریعت کے مکلّف ہیں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عرب اپنے کلام میں قسمیں اٹھایا کرتے تھے، تو ان کے انداز کلام کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بھی کلام میں قسمیں اٹھائیں۔

بہر کیف اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، خواہ اس کی حکمتیں ہماری سمجھ میں آئیں، یا نہ آئیں۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ سُبْحَانَهٗ يُقْسِمُ بِأُمُورٍ عَلٰى أُمُورٍ وَإِنَّمَا يُقْسِمُ بِنَفْسِهِ الْمَوْصُوفَةِ بِصِفَاتِهٖ وَآيَاتِهِ الْمُسْتَلْزِمَةِ لِذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَإِقْسَامُهٗ بِبَعْضِ

الْمَخْلُوقَاتِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ عَظِيمِ آيَاتِهٖ .

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کئی مقاصد کے لیے مختلف اشیا کی قسمیں اٹھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی باصفات ذات کی قسم اٹھائی ہے، ایسی آیات کی بھی قسم اٹھائی ہے، جو اس کی ذات اور صفات پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا کسی مخلوق کی قسم اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مخلوق اللہ کی عظیم نشانیوں میں سے ہے۔''

(التّبیان في أقسام القرآن، ص 3)

سوال: کیا دین میں آسانی ہے؟

جواب: ایک بات یاد رکھنی چاہیے کہ دین میں آسانی ہے، آسانی میں دین نہیں۔ بعض لوگ شریعت کے واضح حکم کو چھوڑ کر اس سے بھی آسان راستہ اختیار کرتے ہیں اور اسے دین بنا دیتے ہیں، یہ واضح الحاد ہے۔ دین کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے احکام پر عمل کرنا آسان ہے، یہ راہبوں کے دین کی طرح ناممکن یا محال نہیں، بلکہ اس پر ہر شخص عمل کر سکتا ہے، لہٰذا دین میں آسانی کہاں تک ہے، وہ بھی شریعت ہی طے کرے گی۔ البتہ جس مسئلہ میں شریعت نے کوئی حکم جاری نہیں کیا، اس میں شریعت کی روشنی میں آسان راستہ اختیار کرنا بہتر ہے، نبی کریم ﷺ کو بھی جب دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے کا کہا جاتا، تو آسان تر کو اختیار کرتے تھے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة : ١٨٥)

''اللہ تعالیٰ تم سے آسانی کا ارادہ کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔''

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾(الحجّ : ٧٨)

''اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں تنگی پیدا نہیں کی۔''

علامہ شاطبی رحمہ اللہ (٧٩٠ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَدِلَّةَ عَلٰى رَفْعِ الْحَرَجِ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ بَلَغَتْ مَبْلَغَ الْقَطْعِ .

''اُمت محمدیہ سے تنگی کے اٹھائے جانے کے بارے میں دلائل تواتر کی حد تک پہنچتے ہیں۔''

(الموافقات :520/1)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة : ٢٨٦)

''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ مکلّف نہیں ٹھہراتا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾(النّساء : ٢٨)

''اللہ تم سے تخفیف اور آسانی کا ارادہ فرماتا ہے، انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی دعاؤں کا ذکر کیا ہے:

﴿رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا﴾

(البقرة : ٢٨٦)

''ہمارے رب! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالنا، جیسے تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَدْ فَعَلْتُ .

''میں نے ایسا کر دیا (کہ تم پر آسانی کر دی)۔''

(صحیح مسلم : 126)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ .

''دین سرتاسر آسان ہے۔''

(صحيح البخاري : 39)

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَا مُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًا مُيَسِّرًا .

''اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی اور زبردستی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا، بلکہ مجھے سکھانے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔''

(صحيح مسلم : 1478)

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا اور یہ نصیحت فرمائی:

يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا .

''آسانی کرنا، تنگی نہ کرنا، بشارتیں سنانا، نفرتیں نہ پھیلانا، باہمی محبت کو فروغ دینا، پھوٹ نہ ڈالنا۔''

(صحيح البخاري : 3038، صحيح مسلم : 1733)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ

أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَأْثَمْ .

''نبی کریم ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا، تو آپ ﷺ نے آسان تر کو ہی پسند فرمایا، جب تک کہ وہ گناہ کا کام نہ ہو۔''

(صحيح البخاري : 6786، صحيح مسلم : 2327)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ أَمْرٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَنَا فَهُوَ يُسْرٌ وَهُوَ رَفْعُ الْحَرَجِ وَهُوَ التَّخْفِيفُ وَلَا يُسْرٌ وَلَا تَخْفِيفٌ وَلَا رَفْعُ حَرَجٍ أَعْظَمُ مِنْ شَيْءٍ أَدّٰى إِلَى الْجَنَّةِ وَنَجّٰى مِنْ جَهَنَّمَ .

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بھی حکم دیا ہے، وہ آسان ہے، وہ تنگی کو اٹھانے والا ہے، وہ تخفیف ہے۔ کوئی آسانی، تخفیف اور تنگی کو اٹھانا اس شے سے بڑا نہیں ہو سکتا ہے، جو شے اسے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے بچا لے۔''

(الإحكام في أصول الأحكام : 42/2)

علامہ عبد الرحمٰن سعدی رحمہ اللہ (۱۳۷۶ھ) فرماتے ہیں:

أَصْلُ الْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِي لَيْسَتْ مِنَ الْأُمُورِ الَّتِي تَشُقُّ عَلَى النُّفُوسِ، بَلْ هِيَ غَذَاءٌ لِلْأَرْوَاحِ وَدَوَاءٌ لِلْأَبْدَانِ، وَحَمِيَّةٌ عَنِ الضَّرَرِ، فَاللّٰهُ تَعَالٰى أَمَرَ الْعِبَادَ بِمَا أَمَرَهُمْ بِهِ رَحْمَةً وَإِحْسَانًا، وَمَعَ هٰذَا إِذَا حَصَلَ بَعْضُ الْأَعْذَارِ الَّتِي هِيَ مَظِنَّةُ الْمُشَقَّةِ حَصَلَ التَّخْفِيفُ وَالتَّسْهِيلُ .

''اوامر اور نواہی حقیقت میں ایسے اُمور نہیں جو لوگوں کے لیے مشقت کا باعث ہوں، بلکہ یہ روح کے لیے غذا، بدن کے لیے دوا اور نقصان سے بچاؤ کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جو بھی حکم دیا ہے، وہ رحمت اور احسان ہے۔ اس کے باوجود بھی جب کسی کو عذر لاحق ہو، تو اس کے لیے تخفیف اور آسانی رکھی گئی ہے۔''

(تفسير السّعدي، ص 120)